Nergis Mavalvala: نوبل پرائز کی پیشگی مبارک

تحریر: سہیل احمد لون

انسان میں پڑھنے، لکھنے اور تحقیق کرنے کی صلاحیت حیوان سے ممتاز کرتی ہے۔ غار کے دور سے انسان علم و دانش سے ترقی کی منازل برق رفتاری سے طے کرتا ہوا زراعت، انڈسٹری اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں داخل ہو گیا۔ آج دنیا اتنی سمارٹ ہو چکی ہے کہ سمٹ کر ایک سمارٹ فون میں گلوبل ویلیج کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ Technological changes نے زندگی کے اطوار بدل دیے ہیں۔ سائنسدان، محقق اور صوفیاء کرام انسان کو بہتر زندگی بسر کرنے کے لیے اپنا اپنا کردار نبھاتے ہیں، دور حاضر میں اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے کہ مسلمان یا مسلم اکثریت آبادی والے ملک کا کوئی سائنسدان یا محقق کوئی ایسا کارنامہ سرانجام دے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے کوئی نہ کوئی پیش رفت ہوتی رہتی ہے مگر حالیہ دنوں میں (Gravitational waves) کے سلسلے میں Laser Interferometer Gravitational-Wave Observatory (Ligo) کے سائنسدانوں اور ریسرچرز نے Gravitational لہروں کے سگنل کو دریافت کر کے ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے جس سے گزشتہ صدی کے عظیم سائنسدان البرٹ آئن سٹائن کی روح کو تسکین ضرور پہنچی ہو گی کیونکہ انہوں نے جو نظریہ ایک صدی پہلے انسانوں تک پہنچایا تھا اس کو آج عملی طور پر تسلیم کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اس کارنامے میں جن سائنسدانوں اور ریسرچرز نے حصہ لیا وہ یقیناً نوبل پرائز سے نوازے جائیں گے۔ سائنس کے مختلف شعبہ جات میں نوبل پرائز ملتے ہی رہتے ہیں مگر اس Breakthrough کے بعد جن کو نوبل پرائز ملنے کا قوی امکان ہے ان میں ایک نام Professor Nergis Mavalvala بھی ہیں۔ ہمارے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہو گی کہ پاکستان کی کسی پہلی خاتون کو سائنس کے شعبہ میں نوبل پرائز ملے گا ڈاکٹر عبدالسلام نوبل پرائز لینے والے پہلے پاکستانی سائنسدان ہیں۔ اُن کے بعد ملالہ یوسف زئی اور شرمین عبید چنائے دیگر شعبہ جات میں نوبل پرائز حاصل کر کے پاکستان کا نام روشن کر چکی ہیں۔ (Ligo) کے سائنسدانوں اور محقق کی اس کامیابی دور حاضر کے سائنسی گرو Stephen Hawking نے مبارکباد دی ہے۔ ان کے پیغام کو برطانیہ کے تمام نیوز چینلز اور میڈیا کوریج دی۔ وطن عزیز میں ہم کسی بھی چور ڈاکو لٹیرے یا جاہل کو مرد حر، قائد ثانی، مرد مومن، شیر سرحد، مرد بحران، دختر ملت یا خادم اعلیٰ جیسے القابات سے نواز دیتے ہیں مگر سٹیفن ہاکنگ بغیر کسی خطاب یا لقب کے اپنے کارناموں کی وجہ سے بلاشبہ ''سب پر بھاری'' ہیں۔ آکسفورڈ سے گریجوایشن کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے پہلے سال میں وہ ایسی مرض میں مبتلا ہو گئے جس کا انجام پہیوں والی کرسی پر ہوا۔ صرف اکیس برس کی عمر میں motor neurone کی جیسی پیچیدہ بیماری کا شکار ہونے والے ہاکنگ نے اپنی تعلیم کا سلسلہ بیساکھیوں سے وہیل چیئر تک پہنچتے ہوئے بھی نہ چھوڑا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان کے تمام اعضاء نے کام کرنا چھوڑ دیا انکی گردن ایک طرف ڈھلک گئی اور وہ صرف آنکھوں کی پتلیوں سے اپنے دل و دماغ کی کیفیات سے آگاہ کرتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کے دور

میں ایک خاص کمپیوٹرائزڈ نظام کے تحت ان کی آنکھوں کی پتلیوں سے ادا ہونے والی باتوں کو الفاظ میں تبدیل کر کے سنا جاتا ہے۔اسی حالت میں انہوں نے کئی کتابیں لکھیں، مختلف جگہوں پر لیکچرز دیئے۔یقیناً اپنے قبیلے کے مرشد Stephen Hawking سے مبارک باد کا پیغام سن کر Professor Nergis Mavalvala بھی بہت خوش ہونگی۔سٹیفن ہاکنگ نے معذوری کے باوجود اپنے کام سے نام بنایا اور آج اُن کے نام اور کام دونوں کو مثالی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔وطن عزیز میں یہ المیہ ہے کہ پیسہ لگا کر نام بنایا جاتا ہے پھر نام سے پیسہ بنانے کا عمل شروع ہو جاتا ہے جس سے ان کی آئندہ آنے والی نسلیں بھی مستفید ہوتی رہتی ہیں۔جہاں تک کام کا تعلق ہے تو وہ صرف ایسا کیا جاتا ہے جہاں شروع یا مکمل ہونے پر اپنے نام کی تختی آویزاں کر کے فیتہ کاٹنے کا ڈرامہ کیا جا سکے۔ہماری عوام کے مقدر میں ایسے شعبدہ بازوں کی نسل کی غلامی لکھی ہے،وہ میٹرو،اورنج ٹرین،موٹروے اور پلوں جیسے منصوبے تو بڑے شوق سے بناتے ہیں مگر صحت،تعلیم اور عوام کی حفاظت پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ملک کا بانی بیماری کی حالت میں ایمبولینس کو ترستا دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے اور ملک پر قبضہ گروپ والے اپنا سالانہ طبی معائنہ کروانے کے لیے ملکہ کے دیس میں تواتر سے حاضری لگاتے ہیں۔اپنے بدنام ناموں کو ائیر پورٹ،ہسپتال،پارک سے منسوب کر دیتے ہیں جبکہ سائنس کے شعبے میں نوبل پرائز لینے والے کو ملک سے نکال دیتے ہیں،ایٹمی قوت بنانے والے سائنسدان کو نظر بند کر دیتے ہیں اور خود پچاس گاڑیوں کے پروٹوکول والی گاڑیوں میں دندناتے پھرتے ہیں۔ہتھیار ڈالنے والے جرنیل کو فوجی اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا اور معجزاتی کارنامہ انجام دینے والے گرین پائلٹ ایم۔ایم۔عالم کو تعصب کی بنا پر ''کھڈے لائن'' لگا دیا گیا۔جرمنی دوسری عالمی جنگ کے بعد کھنڈر بنا دیا گیا تھا مگر آئن سٹائن اور اس جیسے دیگر لوگوں کے دماغ کا مناسب استعمال کر کے صرف چار دہائیوں میں جرمنی کی معیشت دنیا کے ٹاپ پانچ ممالک میں آ گئی۔جرمنی کے تمام بڑے،چھوٹے شہروں میں انڈسٹریل ایریا ہے جہاں کی سڑکوں کے نام سائنسدانوں اور ریسرچرز کے نام سے منسوب کیے گئے ہیں۔اس کے علاوہ انہوں نے اپنے فلاسفرز اور ادیبوں کے نام پر بھی تمام شہروں میں سڑکوں کے نام رکھیں ہیں جن میں شاعر مشرق علامہ اقبال بھی شامل ہیں۔جنگ عظیم کے بعد بحرانی صورت حال سے نکالنے والے سیاسی رہنماء اور پہلے جرمن چانسلر Konrad Adenauer کا نام پر بھی مختلف شہروں میں سڑکوں کے نام رکھیں گئے ہیں۔گزشتہ دنوں سوشل میڈیا پر حبیب جالب مرحوم کی دختر لاہور کی سڑکوں پہ اپیل کرتی نظر آئی کہ کوئی سڑک حبیب جالب مرحوم کے نام سے بھی منسوب کی جائے۔کیا وطن عزیز میں کوئی حکومت ڈاکٹر عبدالسلام،عبید شرمین،نرگس ماول والا،ملالہ،فیض احمد فیض جیسے لوگوں کے ناموں پر کوئی سڑک منسوب کرنے کی اخلاقی جسارت کرے گی؟ کیا حکومت ایسے مواقع فراہم کرے گی کہ وطن عزیز میں ایسے دماغوں سے فائدہ اٹھایا جائے؟لاہور کی سڑکیں بلاشبہ لندن،برسلز،برلن،ایمسٹرڈیم،پیرس سے کشادہ ہیں اس بات کا میاں صاحبان کو تو بخوبی علم ہوگا کیونکہ ان کا یہاں آنا جانا لگا رہتا ہے مگر یہاں وہی بسیں تنگ سڑکوں پر رواں دواں ہیں جس کو چلانے کے لیے لاہور میں ''شاہراہ جنگلہ''تعمیر کیا گیا۔جتنا پیسہ جنگلہ لگانے میں لگا دیا اسی سے کئی درجن بسیں لاہور کے تمام روٹس پر چلائی جا سکتی تھیں۔Stephen William Hawking تمام اعضاء مفلوج ہونے کے باوجود اپنی قوم کے ساتھ دنیا کے تمام انسانوں کی بہتری کے لیے وہیل چیئر پر بھی کام کر رہا ہے۔جبکہ ہم تمام اعضاء ٹھیک ہونے کے باوجود مفلوج نظام کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔نرگس ماولوالا کو ملک

کا نام روشن کرنے پر مبارک باد۔فتوؤں میں خود کفیل اور تعصب کی عینک سے دیکھنے والے معاشرے میں ایسا کام کرنے کے مواقع ہی موجود نہیں اگر کوئی پردیس میں بیٹھا ایسا کام کر دے تو اس کی پزیرائی نہیں کی جاتی جس کا وہ حقدار ہوتا ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

20-02-2016